بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

اشارات

عربی زبان میں تزکیہ کا لفظ دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے ۔ ایک تطہیر یعنی پاک صاف کرنا۔ دوسرے تنمیہ یعنی نشوونما دینا ، بڑھانا اور ترقی دینا۔ پس تزکیۂ نفس کا مفہوم یہ ہوا کہ نفس کو بُری صفات سے پاک کیا جائے اور اچھی صفات کی آبیاری سے اس کو نشوونما دیا جائے ۔

یہ بعینہٖ وہی چیز ہے جس کو آج کل کی زبان میں تربیت اور تعمیر سیرت کے الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے ، اور اس سے مقصود اس طرز کے انسان تیار کرنا ہوتا ہے جو کسی کو مطلوب ہوں۔

اس تزکیہ و تربیت ، یا بالفاظ دیگر ، انسان سازی کی شکل متعین کرنے والی چیز ، جیسا کہ ہم ان صفحات میں اس سے پہلے بتفصیل بیان کر چکے ہیں ، وہ نصب العین ہے جو انسان تیار کرنے والے کے پیش نظر ہو۔ جیسا نصب العین اس کے پیشِ نظر ہوتا ہے ویسے ہی آدمی وہ تیار کرنا چاہتا ہے ، اور جیسے آدمی وہ تیار کرنا چاہتا ہے اسی کے لحاظ سے وہ یہ طے کرتا ہے کہ کونسی صفات اصل نصب العین کی ضد اور اس کے حصول میں مانع ہیں اور کونسی صفات اس سے مطابقت رکھتی ہیں اور اس کے حصول میں مددگار ہیں ، پھر اسی کے لحاظ سے وہ ایسی تدابیر اختیار کرتا ہے جن سے غیر مطلوب صفات کو دبایا اور مٹایا جائے اور مطلوب صفات کو اُبھارا اور نشوونما دیا جائے ۔

اب اگر ہم اسلامی تزکیۂ نفس کو سمجھنا چاہتے ہیں تو ہمیں سب سے پہلے اس نصب العین کو جاننا چاہیے جو انسان سازی میں اسلام کے پیشِ نظر ہے ۔ اس باب میں اللہ اور اس کے رسول نے اپنے مدعا کی توضیح ایسے واضح طریقے سے کی ہے کہ کسی التباس و اشتباہ کی گنجائش نہیں چھوڑی ۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ ۔ (البینہ)

ان کو اس کے سوا اور کسی چیز کا حکم نہیں دیا گیا کہ اللہ کی بندگی کریں، اپنی اطاعت کو اس کے لیے خالص کرکے پوری طرح یکسو ہوکر۔

اور حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس بندگی کا معیار مطلوب یہ بیان فرماتے ہیں:۔

الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک

خوبی یہ ہے کہ تو اللہ کی بندگی اس طرح کر کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے، یا اگر اس حد تک نہیں تو کم از کم اس احساس کے ساتھ کر کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

پھر قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۔ (آل عمران - ۱۱)

اور تم سے ایک ایسا گروہ وجود میں آئے جو نیکی کی طرف دعوت دے، بھلائی کا حکم دے اور برائی سے روکے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام ایسے انسان تیار کرنا چاہتا ہے جو فرداً فرداً اپنی گردن سے تمام اطاعتوں اور تمام بندگیوں کے حلقے اتار کر خالص اللہ کی بندگی وغلامی کا حلقہ کسی مجبوری کے بغیر آپ اپنی ہی رضا ورغبت سے پہن لیں، اور پھر اللہ کی اطاعت وخدمت اس نوکر کی طرح انتہائی وفاداری و خوف وخشیت اور حسن کارکردگی کے ساتھ کریں جو اپنے آقا کو سامنے کھڑا دیکھ کر یا یہ محسوس کرکے کہ آقا کی نگاہ اس پر ہے، زیادہ سے زیادہ بہتر کام کرنے کی کوشش کرتا ہے اور ڈرتا رہتا ہے کہ اس کی کوئی بات آقا کے غضب کی موجب نہ ہو۔ پھر اس قسم کے افراد کو جوڑ کر اسلام ایک ایسا منظم گروہ وجود میں لانا چاہتا ہے جو دنیا کو خیر کی طرف بلانے اور نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے لیے اٹھے، جس کی ساری جدوجہد اور سعی وعمل صرف اس لیے ہو کہ دنیا سے فساد، جو اللہ کو مبغوض ہے مٹ جائے، اور خیر وصلاح، جو اللہ کو محبوب ہے، اس کی جگہ قائم ہو، جو خیر کا علم ہاتھ میں لے کر دنیا بھر سے اس کے لیے لڑ جانے پر تیار ہو اور سارے جہان سے اس کی کشمکش اور نزاع صرف اسی ایک بات پر ہو کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو اور

اس کے آگے سارے کلمے دب کر رہ جائیں۔

اسلام جو تزکیۂ نفس کرتا ہے وہ اسی مقصد کے لیے کرتا ہے۔ اس کے نزدیک اللہ کے امتحان میں انسان کی کامیابی اور اللہ کے قرب میں اس کی سرفرازی کا تمام تر انحصار اس پر ہے کہ اس کی عبدیت کامل ہو اور وہ انفرادی و اجتماعی طاقت سے زمین پر اللہ کے منشا یعنی قیام خیرات و ازالۂ سیئات کو پورا کرے۔ اسی مقصد کی مناسبت سے اسلام نے انسانی صفات کو محمود اور غیر محمود، اور مطلوب اور غیر مطلوب میں تقسیم کیا ہے۔ فرد اور جماعت دونوں میں جو صفات عبدیت کی ضد ہیں اور اقامت حق کی سعی میں سدِ راہ ہیں انہی کو اسلام غیر محمود قرار دیتا ہے اور انفرادی نفوس اور اجتماعی نظام کو ان سے پاک کرنا چاہتا ہے اور جو صفات عبدیت کے مقتضیات و لوازم میں سے ہیں اور جن سے اقامت حق کی سعی میں مدد ملتی ہے وہی اسلام کی نگاہ میں محمود ہیں اور وہ فرد اور جماعت کو ان سے آراستہ کرنا چاہتا ہے۔ قرآن اور حدیث کا اگر غائر مطالعہ کیا جائے تو پوری تفصیل کے ساتھ ان صفات محمودہ اور غیر محمودہ کی ایک مکمل فہرست بنائی جا سکتی ہے، اور یہ بھی معلوم کیا جا سکتا ہے کہ کون کون سی صفات کس درجہ میں محمود یا غیر محمود ہیں، اور ان تدابیر کا بھی پورا خاکہ مرتب کیا جا سکتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول نے تزکیۂ نفوس کے لیے تجویز کی ہیں۔ یہ چیز اس قدر واضح اور مکمل طریقے سے کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ میں ہمیں مل جاتی ہے کہ اس سے باہر کہیں اور اسے تلاش کرنے کی قطعاً کوئی حاجت باقی نہیں رہتی، البتہ جس کے پیشِ نظر اسلام کے مقصد سے الگ کچھ دوسرے مقاصد ہوں وہ بلاشبہ اس منبع میں اپنی پیاس بجھانے والی چیز نہیں پا سکتا اور مجبوراً اسے دوسرے چشموں کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔

اب ہم سب سے پہلے قرآن سے اور پھر حدیث سے اُن برائیوں کی ایک فہرست بنائیں گے جن سے فرد اور جماعت کو پاک کرنا مطلوب ہے۔ پھر اسی طرح ایک دوسری فہرست اُن بھلائیوں کی مرتب کریں گے جنہیں فرد اور جماعت میں نشو و نما دینا مطلوب ہے۔ اس کے بعد اس تطہیر اور تنمیہ کی تدابیر کا پورا

تفصیل کے ساتھ جائزہ لیں گے تاکہ وہی ہمارے تزکیہ کا پروگرام قرار پائے۔

قرآن کریم میں جن اوصاف و اعمال کو مذموم قرار دیا گیا ہے ان کی فہرست مختلف طریقوں سے مرتب کی جا سکتی ہے، لیکن ہمارے مقصد کے لیے موزوں ترین ترتیب یہ ہوگی کہ جن الفاظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کسی وصف یا فعل کی مذمت فرمائی ہے انہی کو عنوانِ فصل بنایا جائے تاکہ ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا جائے کہ کونسی چیز قرآن کے نقطۂ نظر سے کس درجہ میں مذموم ہے۔ اسی ترتیب کو اختیار کر کے ہم حتی الامکان تمام مذمومات قرآنی کو سلسلہ وار درج کریں گے۔

۱- وہ اوصاف و اعمال جن کو اللہ تعالیٰ فسق (یعنی خروج از طاعت) سے تعبیر فرماتا ہے:-

وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (البقرہ-۳)

اور اللہ اپنی تمثیلات کے ذریعے سے گمراہی میں صرف فاسقوں کو مبتلا کرتا ہے جو اللہ کے عہد کو اس کے استوار ہو جانے کے بعد توڑتے ہیں اور ان رابطوں کو کاٹتے ہیں جنہیں اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں۔ یہی لوگ خسارے میں رہنے والے ہیں۔

سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ - (اعراف-۱۷)

میں تمہیں فاسقوں کے گھر (یعنی ان کی تباہ شدہ بستیاں) دکھاؤں گا میں اپنی نشانیوں سے ان لوگوں کی نگاہیں پھیر دوں گا جن کے ڈھنگ یہ ہیں کہ زمین میں بغیر کسی حق کے تکبر کرتے ہیں، خواہ کوئی نشان دیکھ لیں مگر مان کر نہ دیں، سیدھا طریقہ دیکھیں تو اسے اختیار نہ کریں، ٹیڑھا طریقہ دیکھیں تو اس پر چل پڑیں، یہ اس لیے کہ انہوں نے ہمارے ارشادات کو جھٹلایا اور ان سے غافل بنے رہے۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ - (الحشر-۳)

اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو خدا فراموشی کے مرتکب ہوئے تو خدا نے ان کو خود فراموشی میں مبتلا کر دیا، یہی لوگ فاسق ہیں

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ (المائدہ-۶)

اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی فاسق ہیں۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ۔ (التوبہ-۳)

اے نبی کہو کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی بند اور بیویاں اور رشتہ دار اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس کے نقصان کا تم کو اندیشہ ہے اور وہ گھر بار جو تم کو پسند ہیں، تمہارے نزدیک اللہ اور اس کے رسول اور راہِ خدا کی جد و جہد سے عزیز تر ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ نافذ کردے۔ اور اللہ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ (التوبہ-۹)

منافق مرد اور منافق عورتیں آپس میں ہم رنگ ہیں۔ ان کے ڈھنگ یہ ہیں کہ بری باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بھلائی سے روکتے ہیں اور اپنی مٹھیاں بند رکھتے ہیں (یعنی ادائے حقوق اور نیکی کے کاموں میں خرچ کرنے سے باز رہتے ہیں)، درحقیقت یہ منافق پرلے درجے کے فاسق ہیں۔

... ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ (المائدہ-۱۴)

.... اس سے یہ امر زیادہ متوقع ہے کہ لوگ ٹھیک ٹھیک شہادت دیں گے یا کم از کم اس بات ہی کا خوف کریں گے کہ ان کی قسموں کے بعد دوسری قسمیں کہیں پیش نہ کر دی جائیں۔ اللہ سے ڈرو اور سنو، اللہ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور-۱)

اور جو لوگ شریف عورتوں کو تہمت لگائیں پھر چار گواہ اپنے الزام کی تائید میں پیش نہ کریں ان کو ۸۰ کوڑے لگاؤ اور ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو۔ یہ لوگ پکے فاسق ہیں۔

اس کے علاوہ قرآن میں ایسے تمام لوگوں کو فاسق اور ان کے عمل کو فسق قرار دیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام کی علانیہ خلاف ورزی کریں یا ان افعال کے مرتکب ہوں جنہیں اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔ مثال کے طور پر ملاحظہ ہو المائدہ ۱۷، انعام ۱۴، اعراف ۲۱، عنکبوت ۴۔

۲۔ وہ اوصاف و اعمال جن کو اللہ فساد اور جن کے مرتکبین کو مفسد قرار دیتا ہے:

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ۔ (النحل-۱۲)

جن لوگوں نے خود دعوت حق کو ماننے سے انکار کیا اور دوسروں کو بھی خدا کے رستے سے روکا انہیں ہم عذاب پر عذاب دیں گے اس فساد کی وجہ سے جو وہ کرتے رہے ہیں۔

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ (النمل-۱)

پس جب ہماری نشانیاں اُن کے سامنے علانیہ آگئیں تو انہوں نے کہا یہ تو کھلا جادو ہے۔ ان کے دل اندر سے قائل ہو چکے تھے مگر انہوں نے محض زیادتی اور سرکشی کی راہ سے ہماری نشانیوں کا انکار کیا تو دیکھو کہ ان مفسدوں کا انجام کیا ہوا۔

اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِى الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْىٖ نِسَآءَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۔ (القصص-۱)

فرعون نے زمین میں سر اٹھایا اور باشندگان ملک کو مختلف گروہوں میں تقسیم کیا جن میں سے ایک گروہ کو وہ کمزور بنا کر رکھتا اور ان کے لڑکوں کو قتل کرتا اور ان کی عورتوں کو زندہ رہنے دیتا تھا۔ یقیناً وہ مفسدوں میں سے تھا۔

اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ وَتَاْتُوْنَ فِىْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ... قَالَ رَبِّ انْصُرْنِىْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ۔ (عنکبوت-۳)

(لوط نے اپنی قوم سے کہا) کیا تم لوگ ایسے بدکار ہو گئے ہو کہ مردوں سے خواہش نفس پوری کرتے ہو اور رہزنی کرتے ہو اور اپنی مجلسوں میں علانیہ بُرے کام کرتے ہو ... لوط نے کہا پروردگار! ان مفسد لوگوں کے مقابلہ میں میری مدد کر۔

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِن قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِن كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ۔
(القصص-۸)

قارون موسیٰ کی قوم میں سے تھا، مگر اس نے (اپنی ناجائز زراندوزی اور اپنی دولت مندی کے ناجائز فائدہ اٹھانے کی صورت میں) اپنی قوم پر دست درازی شروع کر دی ہم نے اس کو اتنے خزانے دیے تھے کہ ان کی کنجیاں طاقتور آدمیوں کا ایک گروہ بمشکل اٹھا سکتا تھا۔ اس کی قوم والوں نے اس سے کہا کہ اکڑ نہیں اللہ کو اکڑنے والے پسند نہیں ہیں، اور جو کچھ خدا نے تجھے دیا ہے اس سے آخرت میں اپنا انجام درست کرنے کی فکر کر اگرچہ دنیا میں بھی اپنا حصہ بھول نہ جا، اور احسان کر جس طرح اللہ نے تجھ پر احسان کیا ہے اور زمین میں فساد برپا کرنے کے درپے نہ ہو، یقیناً اللہ کو مفسد پسند نہیں ہیں۔

وَيَا قَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ (ہود-۸)

(شعیب نے کہا) اے میری قوم کے لوگو! پورا ناپو اور ٹھیک تولو، لوگوں کو ان کی چیزوں میں گھاٹا نہ دو اور زمین میں فساد برپا نہ کرو۔

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ (محمد-۳)

تو تم (منافقو) سے اس کے سوا اور کیا توقع کی جا سکتی ہے کہ اختیارات تمہارے ہاتھ میں آ جائیں تو زمین میں فساد برپا کرو گے اور آپس میں ایک دوسرے کے گلے کاٹو گے (جس طرح زمانہ جاہلیت میں کرتے رہے ہو)

وَمِنَ النَّاسِ مَن يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللَّهَ عَلَىٰ مَا فِي قَلْبِهِ وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ وَإِذَا تَوَلَّىٰ

لوگوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جس کی باتیں دنیوی زندگی کے معاملات میں تم کو بڑی اچھی معلوم ہوتی ہیں اور وہ اپنے حسن نیت پر قسمیں کھا کھا کر خدا کو گواہ بناتا ہے حالانکہ

سَعَىٰ فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ (البقرہ۔ ۲۵)

وہ بدترین دشمن حق ہوتا ہے اور جب وہ یہ باتیں بنا کر پلٹتا ہے (یا جب زمام اختیار اس کے ہاتھ میں آتی ہے) تو زمین میں اس کی تمام دوڑ دھوپ اس لیے ہوتی ہے کہ فساد برپا کرے اور کھیتوں اور نسلوں کو غارت کرے، حالانکہ اللہ کو فساد پسند نہیں ہے اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ خدا سے ڈر تو جھوٹے وقار کا خیال اسے گناہ پر جما دیتا ہے۔

وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ۔ (المائدہ۔ ۹)

اور ہم نے یہودیوں کے درمیان قیامت تک کیلیے عداوت اور نفرت ڈال دی ہے۔ جب کبھی وہ جنگ کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اس کو بجھا دیتا ہے۔ وہ زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اللہ کو مفسد پسند نہیں ہیں۔

إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا ۔ ۔ ۔ ۔ (المائدہ۔ ۵)

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے خلاف جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے ہیں (یعنی ملک میں جو صالح نظام قائم ہو چکا ہے اسے درہم برہم کرنا چاہتے ہیں) ان کی سزا تو یہ ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے . . . .

۳۔ وہ اوصاف و اعمال جن کو اللہ نے ظلم اور جن کے مرتکبین کو ظالم قرار دیا ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا۔ (البقرہ۔ ۲۰)

لوگوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ کے سوا دوسروں کو اللہ کا مد مقابل بنا لیتا ہے۔ ان سے ایسی محبت کرتا ہے جیسی خدا سے ہونی چاہیے حالانکہ ایمان لانے والے سب سے بڑھ کر اللہ سے محبت رکھتے ہیں کاش یہ ظالم لوگ جو کچھ عذاب سامنے آنے پر دیکھیں گے

وہ ابھی دیکھ لیتے کہ قوت ساری کی ساری اللہ ہی کی ہے ۔

هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ مِن دُونِهِ بَلِ الظّٰلِمُونَ فِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ۔ (لقمان-۱)

یہ سب تو اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں اب ذرا مجھے دکھاؤ کہ دوسرے بناوٹی خداؤں نے کیا پیدا کیا ہے ؟ مگر ظالم لوگ ہیں کہ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں ۔

لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ۔ (لقمان-۲)

اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر کہ شرک بڑا ظلم ہے ۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِن بَعْدِهِم مُّوسٰى بِآيٰتِنَا إِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَإِيْهِ فَظَلَمُوا بِهَا ۔ (اعراف-۱۳)

پھر ہم نے ان پیغمبروں کے بعد موسیٰ کو فرعون اور اس کے درباریوں کے پاس اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا ، مگر ان لوگوں نے ہماری نشانیوں کے ساتھ ظلم کیا (یعنی جو صریح حق کی نشانیاں تھیں ان کو جھوٹ اور جعل قرار دیا)

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ (انعام-۱۷)

پھر اس سے بڑا ظالم کون ہو گا جو اللہ کے نام سے خود ایک جھوٹ تصنیف کرے تاکہ علمِ حق کے بغیر لوگوں کی رہنمائی کرے ۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيٰتِهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُونَ ۔ (انعام-۱۴)

اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ کے نام سے خود کوئی جھوٹ بنائے یا اللہ کی سچی آیت کو جھٹلائے ۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے ظالم فلاح نہیں پاتے ۔

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِي إِسْرَاءِيلَ ... قُلْ فَأْتُوا بِالتَّوْرٰةِ فَاتْلُوهَا إِن كُنتُمْ صٰدِقِينَ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِن بَعْدِ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُونَ ۔ (آل عمران-۱۰)

ساری کھانے کی چیزیں (جو شریعتِ محمدی میں حلال ہیں) بنی اسرائیل کے لیے بھی حلال تھیں ۔ . . . (اے نبی! ان یہودیوں سے کہو کہ) توراۃ لے آؤ اور پڑھو اگر تم سچے ہو ۔ پھر اس کے بعد جو اللہ کی طرف جھوٹی بات منسوب کریں (یعنی جسے اللہ نے حرام نہیں ٹھیرایا اس کے متعلق کہیں کہ اللہ نے اسے حرام قرار

دیا ہے) وہی ظالم ہیں۔

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَیْرَاتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ (فاطر۔۴)	پھر ہم نے اپنے بندوں میں سے جن کو (ایمان اور اتباع پیغمبر کے لیے) چھانٹ لیا تھا انہیں کتاب کا وارث بنایا، اس کے بعد کوئی ان میں سے اپنے آپ پر ظلم کرنے والا ہوا (یعنی اس نے اللہ کی کتاب پائی مگر اس کی پیروی نہ کی) اور کوئی

معتدل رہا اور کوئی اللہ کے اذن سے نیکیاں سمیٹنے میں سبقت کرنے والا ہوا۔

وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (المائدہ۔۷)	اور جو اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی ظالم ہیں۔
وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ اِنَّکَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ (بقرہ۔۱۰)	جو علم حق تیرے پاس آگیا ہے اگر اس کے آجانے کے بعد تو نے لوگوں کی خواہشات کی پیروی کی تو پھر تیرا شمار ظالموں میں ہوگا۔
وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ کَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ۔ (بقرہ۔۱۶)	اور اس سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جس کے پاس اللہ کی طرف سے ایک شہادت ہو (یعنی جسے معلوم ہو کہ کتاب

الٰہی کی رو سے امر حق کیا ہے) اور وہ اس کو چھپائے۔

لَا تَتَّخِذُوْا اٰبَآءَکُمْ وَاِخْوَانَکُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْکُفْرَ عَلَی الْاِیْمَانِ وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْکُمْ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (التوبہ۔۳)	اگر تمہارے باپ اور بھائی بند ایمان کے مقابلہ میں کفر کو محبوب رکھتے ہوں تو انہیں اپنا رفیق نہ بناؤ۔ تم میں سے جو ایسے لوگوں کو اپنا رفیق بنائے گا وہی ظالم ہوگا۔
وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِیَحْکُمَ بَیْنَهُمْ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ وَاِنْ یَّکُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ یَاْتُوْٓا اِلَیْهِ مُذْعِنِیْنَ اَفِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ یَخَافُوْنَ	اور جب انہیں اللہ اور رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ رسول ان کے معاملات کا فیصلہ (قانون الٰہی کے مطابق) کرے تو ان میں سے ایک گروہ پہلو تہی کر جاتا ہے البتہ اگر فیصلہ ان کی تائید میں ہو تو یہ لوگ اطاعت کیش بنے

أَنْ يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ بَلْ أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۔ (النور-۶)

ہوئے رسول کی طرف آ جائیں۔ کیا ان کے دلوں کو کوئی روگ لگا ہوا ہے؟ یا یہ شک میں ہیں؟ یا انہیں اندیشہ ہے کہ اللہ اور رسول ان پر ظلم کریں گے؟ نہیں بلکہ ظالم تو یہ لوگ خود ہیں۔

فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ۔ (بقرہ-۳۲)

پھر جب ان لوگوں کو راہِ خدا میں جنگ کرنے کا حکم دیا گیا تو ایک قلیل گروہ کے سوا سب منہ پھیر گئے اور اللہ خوب جانتا ہے کہ ان ظالموں کے ساتھ کیا کرنا چاہیے۔

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ۔ (النساء-۱۴)

جن لوگوں کی روحیں فرشتوں نے اس حال میں قبض کیں کہ وہ اپنے آپ پر خود ظلم کر رہے تھے (یعنی ایمان لے آنے کے باوجود اطمینان کے ساتھ دارالکفر میں زندگی بسر کر رہے تھے) ان سے فرشتوں نے پوچھا کہ یہ تم کس حال میں تھے؟ انہوں نے کہا ہم زمین میں کمزور تھے۔ فرشتوں نے کہا کیا خدا کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے؟

وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۔ (بقرہ-۲۹)

اور جو لوگ (اخلاق، معاملات اور معاشرت میں) اللہ کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کریں وہی ظالم ہیں۔

لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۔ (الحجرات-۲)

مردوں اور عورتوں میں سے کوئی دوسروں کی ہنسی نہ اڑائے، ہو سکتا ہے کہ وہ ان ہنسی اڑانے والوں سے اچھے ہوں اور آپس میں ایک دوسرے پر چوٹیں نہ کرو، نہ پھبتیاں کسو اور نہ برے نام رکھو۔ ایمان لانے کے بعد کسی کا بداخلاقی میں نام پیدا کرنا بہت بری ناموری ہے۔ اور جو اس سے باز نہ آئے تو ایسے لوگ ظالم ہیں۔

۴۔ وہ اوصاف و اعمال جن کو اللہ تعالیٰ انسانیت کے خلاف قرار دیتا ہے:۔

اَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَیْهِ وَكِیْلًا اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ یَسْمَعُوْنَ اَوْ یَعْقِلُوْنَ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا (الفرقان ۴)

تم نے دیکھا اس شخص کو جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا خدا بنا رکھا ہے؟ کیا تم ایسے شخص کی ذمہ داری لے سکتے ہو؟ تم شاید یہ سمجھتے ہو گے کہ ان میں بہت سے لوگ دکھلے دل سے، بات سننے اور سوچنے سمجھنے کے لیے تیار ہونگے؛ حالانکہ ان کا حال تو جانوروں کا سا ہے بلکہ ان سے بھی کچھ بدتر۔

لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْیُنٌ لَّا یُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا یَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ (اعراف ۲۲)

ان کے پاس دل ہیں مگر وہ ان سے سمجھ بوجھ کا کام نہیں لیتے۔ ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر ان سے دیکھنے کی خدمت نہیں لیتے۔ ان کے پاس کان ہیں مگر انھیں سننے کی تکلیف نہیں دیتے، وہ جانوروں کی طرح جیتے ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر، وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا یَتَمَتَّعُوْنَ وَیَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ۔ (محمد ۔ ۲)

جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ہے وہ دنیا کے سامان زندگی سے بس اسی طرح فائدہ اٹھاتے اور کھاتے پیتے ہیں جیسے جانور۔

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَهْتَدُوْنَ وَمَثَلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ بِمَا لَا یَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ۔ (بقرہ ۔ ۲۱)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو تعلیم ہدایت نازل کی ہے اس کی پیروی کرو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اسی طریقہ پر چلے جائیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے، چاہے ان کے باپ دادا کیسی ہی بے وقوفیاں کرتے رہے ہوں اور راہ راست پائے ہوئے نہ ہوں۔ ان منکرین حق کا حال بالکل ایسا ہے جیسے کوئی شخص ان جانوروں کو خطاب کر رہا ہو جو بجز ایک آواز اور ہانک پکار کے کچھ نہ سنتے ہوں (اور اپنی ڈگر پر چلے جا رہے ہوں)، بہرے

گونگے، اندھے، کچھ نہیں سوچتے:

إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِندَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ۔ (انفال-۳)

اللہ کے نزدیک بدترین قسم کے جانور وہ لوگ ہیں جو حق سننے اور حق بولنے کے لیے، بہرے اور گونگے ہیں اور عقل سے کام نہیں لیتے (کہ حق کو سمجھیں)

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانسَلَخَ مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِن تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَث (اعراف-۲۲)

اور انہیں اس شخص کا قصہ سناؤ جسے ہم نے اپنی آیات کا علم دیا تھا مگر وہ ان کی پابندی سے نکل بھاگا تو شیطان اس کے پیچھے لگ گیا اور وہ بھٹکے ہوئے لوگوں میں شامل ہوگیا۔ اگر ہم چاہتے تو انہی آیات کے علم سے اس کو بلندی عطا کرتے مگر وہ تو زمین (یعنی دنیا) سے چمٹ کر رہ گیا اور اپنی خواہشات کا پیرو بن گیا پس اس کی حالت کتے کی سی ہوگئی کہ خواہ تو اس پر حملہ کرے یا اس سے بے اتفاقی کرے مگر وہ بہرحال (حرص کے مارے) زبان ہی لٹکائے رہے۔

اعتذار

پچھلے شمارہ میں "نظرۃ اجمالیۃ فی تاریخ الدعوۃ الاسلامیۃ" پر تعارف جناب مولانا محمد ناظم صاحب پرنسپل جامعہ عباسیہ بہاول پور نے لکھا تھا۔ غلطی سے مولانا موصوف کا نام چھپنے سے رہ گیا۔ اس فروگذاشت کے لیے ہم مولانا سے معذرت چاہتے ہیں۔ امید ہے کہ وہ اس کے لیے ہمیں معاف فرمائیں گے۔

مدیر